نماز کی عدمِ پابندی اوراس کا انجام

قرآن وحدیث کی روشنی میں

تحریر: ابوعدنان محمد منیر قمرؔ ترجمان سپریم کورٹ، الخبر (سعودی عرب)

یہ بات ذہن میں رکھیں کہ عدمِ پابندی سے مراد یہ نہیں کہ وہ پڑھتا ہی نہیں کیونکہ ایسا شخص تو تارکِ نماز ہے۔اس کی سزاوعقاب اور ہے۔
عدمِ پابندی سے مراد عدمِ محافظت ہے کہ نمازوں کے اوقات کی پابندی نہ کرنا انہیں بے وقت حسبِ منشاء ادا کرنا اور لاپروائی کا مظاہرہ کرنا۔اور چونکہ اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے اقرارِ توحید ورسالت کے بعد بے شمار فضائل وبرکات والاعمل اوراہم رکن دین نمازِ پنجگانہ ہے۔لہٰذا نیند اورنسیان یا بھول وغیرہ کسی شرعی عذر کے بغیراسے وقت سے بے وقت کرکے پڑھنا کبیرہ گناہ ہے۔جیسا کہ سورہ منافقون آیت 9 میں ارشادِ الٰہی ہے:

''یاایھاالذین آمنوالا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذالک فأولئک ھم الخاسرون''

ترجمہ:- ''اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال واولاد ذکرِالٰہی سے غافل نہ کردیں اور جوکوئی غفلت کرے گا تو ایسے لوگ ہی (قیامت کے دن) نقصان اٹھانے والے ہیں۔''

یہاں ذکرالٰہی سے مراد عام ذکرنہیں بلکہ نماز پنجگانہ مراد ہے۔چنانچہ جلالین میں اس آیت کی تفسیر میں ذکرالٰہی سے مراد نمازیں لکھا ہے۔
(جلالین:744،دارالمعرفہ بیروت)

رئیس المفسرین امام ابن جریرطبریؒ نے بھی اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ کہا گیا ہے: ذکر سے مراد یہاں پانچ نمازیں ہیں (مختصرطبری علی المصحف طبع دارالشروق:638) اور علامہ ہیثمی نے اپنی کتاب ''الزواجرعن اقتراف الکبائر'' میں لکھا ہے کہ علمائے تفسیر کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ اس آیت میں ذکرالٰہی سے مراد پانچ فرضی نمازیں ہیں۔تو گویا جوآدمی کاروباری مصروفیات یا بچوں کے کھیل کود میں نمازوں کو بے وقت کرکے پڑھتا ہے قیامت کے دن وہ خسارہ پانے والا ہوگا۔(الزواجر:133)

اورتیسویں پارے کی سورہ ماعون میں تو اللہ تعالیٰ نے بڑی سخت وعید سنائی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

'' فویل للمصلین o الذین ھم عن صلاتھم ساھون o''

''ایسے نمازیوں کے لئے ویل وہلاکت ہے جواپنی نمازوں سے بےخبر ہیں''۔

اس آیت میں نمازیوں کے لئے جس ویل وہلاکت کا ذکر آیا ہے۔اس لفظ ''ویل'' کی تشریح کرتے ہوئے امام طبریؒ لکھتے ہیں:

''الوادی الذی یسیل من صدید اھل جھنم''

یعنی ''جہنم کی ایک وادی کا نام ''ویل'' ہے جو جہنمیوں کے پیپ سے بہتی ہے''۔(مختصرطبری:704)

الزواجر میں علامہ ہیثمی نے اورانہیں سے نقل کرتے ہوئے ''تطہیرالمجتمعات عن ارجاس الموبقات'' میں علامہ احمد بن حجراٰل بوطامی حفظ اللہ قاضی شرعی قطر نے ویل کی تشریح یوں کی ہے کہ اس سے شدت عذاب مراد ہے یا پھر یہ بھی کہا گیا ہے :

''وادفی جھنم لو سیرفیہ جبال الدنیالذابت من شدۃ حرہ''

یعنی ''یہ جہنم کی ایک وادی ہے کہ اگراس میں دنیا کے پہاڑ بھی ڈال دیئے جائیں تو اس وادی کی شدت حرارت سے وہ پہاڑ بھی پگھل جائیں''۔
(تفسیر جلالین: 90 طبع مصر۔الزواجر:133)

اوراس آیت میں نماز سے بےخبری کا کیا مطلب ہے۔اس کی وضاحت امام جلال الدینؒ نے اپنی تفسیر میں کی ہے کہ:

''یو خرونھا عن وقتھا'' (جلالین:823)

''وہ نماز کو اس کے وقت سے موخر کر دیتے ہیں۔''

تفسیر طبری

اور امام ابن جریر طبریؒ نے نمازوں سے بے خبری برتنے والوں کو لاھون سے تعبیر کیا ہے۔(طبری:704) کہ جو لوگ نماز سے کھیل تماشہ کرتے ہیں اور بات یہ بھی پہلے والی ہی ہے کہ اپنی مرضی سے جب چاہے پڑھ لی۔ پابندیٔ وقت کی بجائے نماز کو کھیل بنالیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر

اور امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس بے خبری سے مراد ترکِ نماز نہیں بلکہ نماز کو ان کے اوقات سے بلا عذر موخر کر کے ادا کرنا ہے۔ کیونکہ اس بات کا تعین تو خود حدیث میں بھی آیا ہے۔ جیسا کہ (مسند بزار میں) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مرفوعاً مروی ہے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا:

''اپنی نمازوں سے بے خبر لوگوں سے کون مراد ہیں''؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''ھم الّزین یو خرون الصلوۃعن وقتھا'' (مختصر ابن کثیر للرفاعی:431/4)

ترجمہ:-ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنی نماز کو بے وقت وموخر کر دیتے ہیں۔

اس حدیث کو مسند بزار کی طرف منسوب کرتے ہوئے علامہ ہیثمیؒ نے اس کی سند کو ضعیف لکھا ہے۔(الزواجر:133/1 مجمع الزوائد:143/7)

ایسے ہی الترغیب والترہیب میں امام منذریؒ نے اس حدیث کو ابراہیم کے بیٹے عکرمہ کی روایت سے مسند بزار کی طرف ہی منسوب کیا ہے اور لکھا ہے کہ حفاظِ حدیث نے اس کو موقوفاً ہی روایت کیا ہے اور امام بزار کے سوا اسے کسی نے بھی مرفوعاً روایت نہیں کیا اور عکرمہ ضعیف ہے۔

(الترغیب:285/1۔طبع مصر،مجمع الزوائد:143/7)

گویا یہ مرفوعاً تو ثابت نہ ہوئی البتہ ایک دوسری موقوف حدیث میں یہی مفہوم ہے۔جس کی سند کو بھی علامہ ابن قیمؒ اور علامہ ہیثمی ومنذری کی طرف سے حسن قرار دیا گیا ہے۔وہ مسند ابی یعلیٰ اور درِّ منثور سیوطیؒ کے مطابق (400/6) ابن جریرؒ، ابن المنذر اور بیہقی میں حضرت مصعب بن سعدؓ سے مروی ہے۔جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

''وہ لوگ جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں (ان کے لئے ویل ہے) تو ہم میں سے کون ہے جو اس کا شکار نہیں ہوتا اور وہ کون ہے جو دورانِ نماز خیالات میں مبتلا نہیں ہوتا؟ تو انہوں نے فرمایا:

''لیس ذاک انما ھوا اضاعۃ الوقت''.

(بحوالہ بالا'الصلوۃلابن قیم:3'المکتب الاسلامی مجموعہ رسائل الصلاۃ:25'الزواجر والترغیب ایضاً)

''ایسا تو نہیں بلکہ اس سے مراد تو نمازوں کے اوقات کو ضائع کرنا ہے''۔

ان دو حدیثوں اور متعلقہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ نماز کو وقت سے بے وقت کر کے ادا کرنا کبیرہ گناہ ہے اور ایسا کرنے والوں کو جہنم کی اس وادی میں گرایا جائے گا۔ جس کے عذاب کی شدت کا یہ عالم ہوگا کہ پہاڑوں کے پتھر بھی پگھل جائیں گے۔اعاذنا اللہ منہ۔آمین

اس سلسلہ میں ہی (یعنی نماز کے لئے پابندیٔ وقت کی پرواہ نہ کرنے والوں کو سخت عذاب ہوگا) سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پہلے انبیاء علیھم السلام اور دوسرے سعادت مند لوگوں کا ذکر کیا اور پھر آیت 60,59 میں ارشاد فرمایا:

''فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا ہ الا من تاب وآمن وعمل صالحا فاء ولٓئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون شیئا''

'' پھر ایسے ناخلف لوگ ان کے جانشین بنے جنھوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی کی۔پس قریب ہے کہ وہ غی یا گمراہی کے انجام سے دو چار ہوں گے سوائے ان لوگوں کے جو توبہ تائب ہوگئے اور ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ برابر حق تلفی نہ ہوگی''۔

یہاں نماز کو ضائع کرنے سے کلی طور پر نماز ترک کرنے کی رائے کو صرف امام ابن جریر طبریؒ نے اختیار کیا ہے۔جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لیس معنی اضاعوھاترکوھابالکلیۃولکن اخروھاعن اوقاتھا" (بحوالہ الزواجر:133/1)

ترجمہ:۔نماز کو ضائع کرنے کا معنیٰ ان کا اسے بالکل ترک کرنا نہیں بلکہ انہیں ان کے اوقات سے موخر کرنا مراد ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز،امام اوزاعی اور مسروق رحمھم اللہ نے بھی ضائع کرنے کا مطلب انہیں بے وقت کر کے پڑھنا ہی بیان کیا ہے۔
(مختصر ابن کثیر للرفاعی:618/2)

امام التابعین حضرت سعید بن مسیّبؒ نے نمازوں کو ضائع کرنے کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"ھوان لا یصلی الظھر حتی تاتی العصرولا یصلی العصر الی المغرب ولا یصلی المغرب الی العشاء ولا یصلی العشاء الی الفجر ولایصلی الفجر الی طلوع الشمس" (الزواجرایضاً)

ترجمہ:"نمازوں کو ضائع کرنا یہ ہے کہ کوئی شخص نماز ظہر کو اس وقت تک نہ پڑھے جب تک کہ نماز عصر کا وقت نہ ہو جائے اور مغرب ہو جانے تک عصر کی نماز نہ پڑھے اور عشاء ہو جانے تک مغرب ادا نہ کرے اور فجر ہو جانے تک عشاء کی نماز ادا نہ کرے اور سورج اُگ جانے تک فجر کی نماز نہ پڑھے۔"

ان اقوالِ صحابہؓ وتابعینؒ سے معلوم ہوا کہ نماز کو ضائع کرنے سے مراد انہیں وقت سے بے وقت کر کے پڑھنا اور ان کی ادائیگی میں عدمِ پابندی ولا پروائی برتنا ہے اور جو شخص اسی حالت پر قائم رہے اور توبہ نہ کرے اسے اللہ تعالیٰ نے "غی" میں ڈالنے کی وعید سنائی ہے۔

غَیّ

اور یہ غی کیا ہے؟اس کی وضاحت الزواجر عن اقتراف الکبائر میں یوں ہے:

"ھووادفی جھنم بعید قعرہ و شدید عقابہ"

ترجمہ:"یہ جہنم کی ایک وادی ہے جو بہت گہری اور سخت عذاب والی ہے"۔

اور سعودی دارالافتاء سے شائع کردہ احکامِ نماز کے کتابچوں اور رسائل پر مشتمل مجموعہ کے صفحہ 204 پر شیخ عبدالملک علی الکلیب نے اپنے رسالہ'الصلوۃ' کے حاشیہ میں غالباً علامہ ابن قیم سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ای شراوخسراناوقیل ھو واد فی جھنم بعید القعر من قیح ودم" . (حوالہ بالاوانظرالصلوۃلابن قیم:41)

ترجمہ:یعنی غی کا معنی شر اور نقصان اور یہ بھی کہا گیا کہ "غی" جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جو انتہائی گہری اور خون و پیپ سے بھری ہوئی ہے۔

اور علامہ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے "غی" کا معنیٰ یہ نقل کیا ہے:

"ھو نھر فی جھنم خبیث الطعم بعید القعر" (کتاب الصلوۃلابن قیم:40)

ترجمہ:۔غی جہنم کی ایک نہر کا نام ہے جو بڑی ہی بدمزہ اور گہری ہے۔

اور اسی سلسلہ میں ایک حدیث وہ بھی ہے جسے امام سیوطیؒ نے الدرِّ منثور:278/4 میں ابن جریر طبریؒ ابن مردویہ اور البعث للبیہقی کی طرف منسوب کیا ہے۔جس میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جہنم کے کنارے سے اگر اس کو گرایا جائے تو وہ ستر سال تک بھی غی اور آثام تک نہیں پہنچ پاتا اور جب پوچھا گیا کہ غی اور آثام کیا ہے؟ تو جواب ملا:

"بئران فی اسفل جھنم یسیل فیھما صدید اھل جھنم" (کتاب الصلوۃ لابن قیم:41)

ترجمہ:دوزخ کی اتھاہ گہرائی میں دو کنویں ہیں جن میں اہلِ جہنم کی پیپ بہتی ہے۔(اعاذنااللہ منہ)

اس حدیث کوامام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں ابن جریرؒ سے نقل کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کا مرفوعاً بیان ہونا منکر ہے۔
(تفسیر ابن کثیر:128/4) اور علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد:389/10 میں کہا ہے کہ یہ حدیث طبرانی نے روایت کی ہے اس کے کئی رواۃ ضعیف ہیں۔جنہیں ابن حبان نے موثوق کہا ہے البتہ کہا ہے کہ وہ خطا کر جاتے تھے اور امام منذریؒ نے الترغیب:272/4 میں کہا ہے کہ اس حدیث کو طبرانی وبیہقیؒ نے مرفوعاً بیان کیا ہے جبکہ دوسرے محدِّثین نے اسے ابوامامہ پر موقوف بیان کیا ہے اور یہی صحیح تر بھی ہے۔
(تحقیق الصلوۃ لابن قیم)

بہر حال ایک اور حدیث میں بھی پابندیٔ وقت کا ثواب اور لاپروائی وعدمِ پابندی کا عقاب وارد ہوا ہے۔چنانچہ صحیح ابن حبان، سنن دارمی، مسند احمد، معجم طبرانی، کبیر و اوسط اور شعب الایمان بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ نے نماز کو شروع کیا اور فرمایا:

''من حافظ علیها کانت له نوراو برهاناو نجاةیوم القیامة و من لم یحافظ علیها لم یکن له نوراولابرهاناً ولانجاةً وکان یوم القیامة مع قارون وفرعون و هامان وابی بن خلف''

ترجمہ: جس نے اس پر محافظت وپابندی کی اس کے لئے قیامت کے دن یہ نورِ راہ، برہان ودلیلِ خیر اور ذریعہ نجات بن جائے گی اور جس نے اس پر محافظت وپابندی نہ کی تو اس کے لئے یہ نہ نور ہوگی اور نہ برھان اور نہ ہی ذریعہ نجات اور قیامت کے دن اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

اور نماز کی پابندی نہ کرنے والے شخص کا حشر ان بدنام زمانہ لوگوں کے ساتھ کیوں ہوگا اس کی حکمت بھی بعض اہل علم نے بیان کی ہے: چنانچہ علاّمہ ہیثمیؒ نے الزواجر:133/1 میں کسی کا نام لئے بغیر بعض علماء کے حوالہ سے اور دورِ حاضر کے معروف عالم سید سابقؒ نے فقہ السنہ:93/1 میں علامہ ابن قیمؒ کی طرف منسوب کرتے ہوئے وہ حکمت ذکر کی ہے کہ ان چار (بدنامِ زمانہ) اشخاص کے ناموں کو خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ چاروں کفار کے سردار ہیں اور ان کے ذکر کو مخصوص کرنے میں ایک بدیع نقطہ بھی ہے اور وہ یہ کہ نماز پر محافظت وپابندی نہ کرنے کا سبب یا تو کسی کا مال ہوسکتا ہے یا پھر حکومت یا کسی کی کرسی وزارت وملازمت ِعلیا یا پھر تجارت۔

اور اگر کسی کو اس کے مال کے غرور نے نماز پر پابندی سے روک لیا تو اس کا حشر وانجام (بڑے بڑے خزانوں کے مالک) قارون کے ساتھ ہوگا اور اگر کسی کو اس کی حکومت نے عدمِ پابندی پر برانگیختہ کیا تو اسکا انجام (اپنے وقت کے سب سے بڑے حاکم) فرعون کے ساتھ ہوگا اور اگر کسی کو اس کی وزارت (ملازمتِ علیا) نے نماز پر پابندی سے باز رکھا تو اس کا انجام (فرعون کے وزیر وافسر اعلیٰ) ہامان کے ساتھ ہوگا اور اگر کسی کو وسیع تجارت وبزنس، یعنی کھلے کاروبار نے نماز کی پابندی نہ کرنے دی تو اس کا حشر (کفار مکہ کے بڑے تاجر) ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

(کتاب الصلوہ لابن قیم:(47,46)

